Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر یکم لغایت سوم جلد سیزدہم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مہمہ محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۸۹ ہجری مطابق ۱۹۰۹ء

قیمت رسالہ وضمیمہ

یہ رسالہ عموماً مدت سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خواص (رؤسا و اہل اسلام) بنظر اعانت ملاحظہ عنایت فرماتے ہیں بعض اشخاص سے جنکی آمدنی ۴۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں رعایتہً ۶ روپیہ لئے جاتے ہیں جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہیں تین روپیہ جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہیں رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہیں ان کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالے سے علیحدہ نکلتا ہے اسکی عام قیمت تین روپیہ ہے

خاص ..... ۔ رعایتی ..... عہم۔ ادنی ۱۲

رسالہ فتح اسلام اور اسکے حواشی توضیح المرام و ازالۃ الاوہام پر

ریویو

اور

ان کے مؤلف خیالی مسیح مرزا قادیانی۔ اور اسکے ایک فرضی حواری حکیم نورالدین بھیروی جموں

گفتگو

کا بقیہ

ابو سعید محمد حسین تاجر کتب اسلامیہ بمقام سیالکوٹ (اسلامیہ پریس لاہور میں طبع ہوا) از بٹالہ ضلع گورداسپور

فہرست مضامین

(۱) سالانہ واجب العرض۔
(۲) فتنہ قادیانی۔
(والکم ملاحظہ۔)
جنگ جویان وصلح خواہان۔
(۳) بقیہ گفتگو (جسمیں پیچھے مرزا قادیانی کی شہادت ۲۶۔ باب کا بقیہ ہے پیر حکیم نورالدین بھیروی جموں سے مباحثہ پیر مرزا قادیانی سے گفتگو۔)

شہاب ثاقب

مسیح کاذب

اس نام کا رسالہ اور پرچہ صدر قادیان میں ضرور مشہور ہوا ہے مضمون اسکا منظوم رسالہ مرزا قادیانی کی نظر فارسی اور اسکے ایک حواری کی نظر اردو و ضمیمہ جیسے قول فصیح کا جواب ترکی بترکی۔ ان حضرات کے عقائد و مقالات نجیبہ کا فوٹو میرے پیارے دوست ورادر مکرم نفسی محمد سعید اللہ مدرس ہائی سکول لودہانہ نے تیار کیا۔ اور لاجواب نہ بین چھپوا دیا۔ قیمت (۱۰) حصہ داک (۵)
(رسالہ کے نیچے مؤلف سے مل سکتا ہے۔)

شقفقوا یعلموا۔

اور جسحالت مین خداوند عالم قادر مطلق نے (باوجود قدرت و وسعت) ایسا نہین کیا کہ اپنی صرف ایکدفعہ کی کلام سے بی انصاف خصوم کی دہان بندی کردی ہو اور خادمان قرآن کے لئے اعادہ کلام و توضیح مرام کیخدمت باقی نہ چھوڑی ہو تو پھر کوئی بشر اپنی ایک ہی تقریر و تحریر مین ایسا کب کر سکتا ہے۔

اس سے کس زیرک کو بشرطیکہ فہم و انصاف رکھتا ہو یہ سمجھہ مین آسکتا ہے کہ جو شخص اظہار صواب و احقاق حق کے دعوے سے مباحثہ کرنا چاہے اور پھر اپنے خصم سے یہ شرط تسلیم کرائی کہ پہلے وہ صرف ایک تحریر مین اپنا ثبوت پیش کرے ۔ اس کے بعد یہ اسکا جواب تحریر کریگا اور پھر اسکو ایک لفظ یا ایک حرف بولنے یا کہنے کی اجازت نہ دیگا ۔ وہ درحقیقت احقاق حق و اظہار صواب کے لئے مناظرہ و مباحثہ کرنا نہین چاہتا اور اس دعوے مین وہ نیک نیت نہین رکھتا۔ بلکہ وہ صرف مجادل اور مفاخر اور بدنیت ہے جو حاضرین و سامعین کو دہوکہ دیکر اپنا بول بالا کرنا اور اپنے خصم پر کوئی مغالطہ دیکر الزام قائم کرنا چاہتا ہے۔ وبس۔

اس شخص کی حمایت مین اگر کوئی یہہ عذر کرے کہ حضار مجلس کیا سبھی ایسے ہونگے جو اس شخص کے دہوکا مین آجائینگے۔ اور اگر ہون بھی تو یہ دہوکے اس تحریر کے اشتہار اور بعد مجلس اسکے مغالطہ کے اظہار سے رفع ہو سکتا ہے +

ہے کہ وہ اُس جواب کے جواب کو اور اسکے دلائل کو توڑے۔ ایسا نہین ہوتا کہ صرف جانبین کا ایک ایک دفعہ بیان لیکر فیصلہ کیا جائے +

ہمارے مزاحم صاحب طرز حکومت سب سے نرالا ہے وہ نہ تو طرز حکومت قرآن کے موافق ہے نہ قانون عدالت کے مطابق۔ آپ کی عدالت مین صرف ایک ایک دفعہ کے بیان پر مباحثہ ختم ہو کر حکم اخیر صادر ہو جاتا ہے +

تو اسکا جواب یہ ہے کہ کسی خاص مجلس کے سبھی لوگون کا ایسا ہونا ممکن ہے کہ وہ اس تحریر کے مغالطات پر بلا اظہار و اعلام غیر مطلع نہون۔ ممکن کیا بہت دفعہ ایسا واقع ہو چکا ہے خصوصاً اُن مجالس مین جسکی ہیجارٹی مین پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اکثر اراکان کو اپنی جماعت کی راے کی بیوجہ حمایت کا خیال ہو) رہا بعد مجلس بذریعہ تحریرات و اخبارات اس مغالطہ کا اظہار و اشتہار۔ سو اگرچہ ممکن ہے مگر یہ اس مجلس کی خیال شکست اور الزام خصم کو اُٹھا نہین سکتا۔ ایک مجلس مین سامعین کے وہو کا کہا جانے کے سبب جو الزام خصم پر قائم ہو جاتا ہے وہ "آن قطرہ باید ران رسید" کا مصداق بن جاتا ہے جسکی پوری تلافی اور اصلاح عادۃً محال ہے۔ بسا دولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر اور اگر وہی تحریرات خارج از مجلس مناظرہ اصلاح و احقاق حق کے لئے کافی ہین تو پہلے انعقاد مجلس اور بالمشافہ تحریری مباحثہ کی کیا ضرورت ہے اور یہ کام جو آخر کار تحریر سے لینا پڑے پہلے ہی سے بذریعہ تحریر کیون نہ لیا جائے۔ اس بیان سے ناظرین کو ثابت ہو گا کہ جواب نے جانبین سے ایک ایک تحریر ہونے اور پہلے تحریر اپنے خصم کیجانے و قوع یابی کی شرط لگائی ہے یہ کمال درجہ کا مغالطہ ہے اور محض بدنیتی پر مبنی ہے۔ اور جو آپ فرماتے ہین "مین کہہ چکا کہ میرا دعوی صرف مبنی بر الہام نہین بلکہ سارا قرآن شریف اسکا مصدق ہے تمام احادیث صحیحہ اسکی صحت کی شاہد عدل ہین" مرزا صاحب آپ ایسا نہ کہین تو آپ کی بات کون سنے۔ مگر ایسا کہنا ایک اور دلیرانہ اور بے باکانہ دھوکا دینا ہے جسکو مصدق و ہستی سے کوئی تعلق نہین ہے کیا آپ الحمد سے والناس تک ہر ایک آیت سے اپنا مسیح موعود ہونا ثابت کر سکتے ہین؟ اس دعوی مین آپ سچے ہین تو پہلے قرآن کی پہلی صورت فاتحہ۔ اور بخاری کی پہلی حدیث انما الاعمال سے یہ دعوی ثابت کرین۔ پھر دوسری آیات و احادیث کو دیکھا جائیگا۔ اور اگر سارے قرآن اور تمام احادیث سے وہ بعض آیات و احادیث مراد ہین جن سے آپ غلط فہمی سے متمسک ہوئے ہین تو اس صورت مین "سارا قرآن"۔ اور "تمام احادیث" کے الفاظ کیسے زیبا ہو سکتے

ہین۔ کیا الہامی اور راستبازون کی یہہ شان ہے کہ ایسی اٹکل پچو باتین کہدین۔
آپ فرماتے ہین کہ اگر آپ لوگ جلسہ کے لئے تاریخ مقام مقرر کرکے ایک جلسہ عام مین مجھ سے تحریر نہ کرین گے۔ تو آپ خدا تعالے کے نزدیک اور راستبازون کی نظرون مین مخالف حق ٹہرین گے ؛

مرزا صاحب مباحثہ کے شائق اور پہلے مدعی آپ ہوئے ہین لہذا یہ تقرر اور انتظام مجلس آپکا فرض ہے۔ دوسرے اہم رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۲ کے صفحہ ۳۸۸ مین چھاپ چکے ہین کہ آپ جسدن اور جس مقام مین مباحثہ کرنا چاہین ہم حاضر ہین ؎ ہمان میدان ہمان چوگان ہمان گوئی جو ایک عام تقرر ہے۔ اس کے بعد ہم بذریعہ تار آپ کو بلا چکے ہین جسکے جواب مین آپنے اس شرط کو پیش کیا جسکا بدنیتی اور فساد پر مبنی ہونا ابھی ثابت ہو چکا ہے۔ اس شرط کے ساتھ مباحثہ کا دعوے اور اقبال صریح انکار کے برابر ہے۔ اب خدا کے اور راستبازون کی نظرون مین کون شخص مخالف حق ہے؟ اور مباحثہ سے گریز کرنیوالا کون ہے؟ آپ کچھ نہ بولین گے تو ناظرین اور سامعین خود انصاف کرین گے زمانہ منصفین سے خالی نہین ہے ؛

یہ اس گفتگو کی نقل ہے جو ہم مین اور خیالی مسیح مین پہلے ہو چکی ہے۔ اب ہم وہ گفتگو نقل کرتے ہین جو ہم مین اور خیالی مسیح کے ایک فرضی حواری مین ہوئی ہے۔ اسکے بعد وہ گفتگو نقل کرین گے جو خیالی مسیح سے دوبارہ ہوئی ہے اسکے بعد ان گفتگو کے نتائج بیان کرین گے۔ جن سے ناظرین اور منصفین کو پورا یقین ہوگا کہ آپکے اور آپکے حواریون کے سبھی دعاوی اور مقالات مغالطات پر مبنی ہین نہ ان لوگون کو حق سے تعلق ہے نہ اسکے اظہار سے غرض نہ مباحثہ سے کچھ واسطہ ؛

فرضی حواری سے گفتگو

فرضی حواری سے ہمارے پرانے دوست مولوی حکیم نورالدین صاحب ساکن بھیرہ ضلع شاہپور

مقیم و ملازم ریاست جمون مراد ہین۔

وہ اپنے احباب کے سامنے اپنے حواری ہونے کا دعوی کر چکے ہین انکے اس ادعا پر ہمنے انکو فرضی حواری کہا ہے واقع مین وہ مرزا صاحب کے حواری (بمعنے ناصر) نہین بلکہ بجاے نصرت انکو ضرر پہونچا رہے ہیں۔

آپکے نام ہمنے ایک خط لکھا تھا جسکی نقل ذیل مین معروض ہے۔

لاہور۔ ۱۰ فروری ۱۸۹۱ء نمبر (۶۱)

محبی مولوی نورالدین صاحب السلام علیکم

اس کارسپانڈنس[1] کی نقل اس غرض سے آپکے پاس بہیجی گئی ہے کہ آپ بھی کچھہ کہنا چاہتے ہین تو کہین مین مستعد ہون کہ مرزا صاحب کے اس دعوی کی تغلیط کرون۔ آپ ہمیشہ اور لوگون سے گفتگو کرتے ہین۔ مگر مین نے ایک دفعہ مرزا صاحب کی بابت آپکو کچھہ کہا تو آپ ناخوش[2] ہو گئے اب بہی وہی حال ہے تو خیر اور اگر ان کی بابت کچھہ کہنے اور سننے کا حوصلہ ہے تو بہتر ہے لاہور مین تشریف لاوین اور ان کے معاملے مین گفتگو کرین۔ توضیح المرام اور ازالۃ الاوہام سے اس دعوی کی تصحیح نہوگی آپسے کچھہ ہو سکتا ہے تو کرین۔ ابھی وقت ہے۔ اب کی دفعہ لاہور مین

---

[1] یعنے خط و کتابت مرزا صاحب +

[2] مینے آپکو صرف اسقدر کہا تھا کہ آپ قادیان گئے تھے۔ مرزا صاحب کو تمام کتاب براہین احمدیہ کے لئے کیون نہ کہا آپنے جواب دیا کہ مین ان کی شان کو اس سے ارفع جانتا ہون کہ انکو ایسا کہون۔ مینے کہا اسمین کوئی گستاخی یا بے ادبی نہین ہے۔ یہ تو صرف ایک نصیحت ہے۔ جسپر آپ خفا ہو گئے۔ اسکے بعد آپ ایک دفعہ لاہور مین تشریف لائے تو اپنی عادت قدیم مہربانی کے مطابق مجھسے نہ ملے۔ اور اسکی وجہ میرے بہائی صاحب کے پاس یہ بیان کی کہ ہم انکے پاس استفادہ کے لئے جاتے ہین مگر وہ ہمارے پیر کی بدگوئی کرتے ہین جس سے رنج پہنچتا ہے اور بجاے فائدہ نقصان حاصل ہوتا ہے۔ اسی نظر سے ہمنے اس خط مین لکھا تھا کہ حوصلہ ہے تو آئیے۔ یعنی پیر مرزا پر اعتراض سننے کا حوصلہ ہے تو آئیے +

مین آپ سے ملا تو جو کچھ آپ نے مجھ سے اور مین نے آپ سے ان[۵۱] کے باب مین کہا اسکو بعینہ یا اسکا مضمون نقل کرین، مجھے اس سے ایک مطلب نکالنا ہے ۔

ابو سعید محمد حسین

اس خط کا جواب حکیم صاحب نے دیا وہ ذیل مین منقول ہے:-

رَبِّ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ[۵۲] إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

مولینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب والا کو خاکسار بہت مدت سے مرزا جی کے خلاف پر مستعد یقین کرتا ہے۔ جناب سورج کے سامنے نجوم کے شعاع کو کون دیکھتا ہے ابھی مرزا زندہ ہین۔ مین آپکے دعاوی اور علم سے ناواقف ہون[۵۳]۔ اور یہ امر اب پبلک کے سامنے آگیا ہے۔ اب پراٹیوٹ خط وکتابت

---

۵۱ یعنے مرزا صاحب کے باب مین جس استفسار کی وجہ یہ ہے کہ سیالکوٹ کے بعض علماء اور حکیم جی کے دوستون سے مین نے سنا تھا کہ حکیم جی نے ان لوگون کے پاس بیان کیا تھا کہ مولوی محمد حسین مجھسے ابکی دفعہ لاہور مین ملے تو مین نے ان سے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب کو آپ دیانہ جانتے ہین انہون نے کہا نہین پھر مین نے کہا کہ پھر آپ نے انکو جانچا ہے مین نے کہا نہین پھر تو انہون نے کہا کہ اس دعوی صحبت کو کیون نہین مانتے۔ انہون نے جواب دیا کہ ہمین مرزا جی کو وہ موعود مسیح نہین ہو سکتے۔ اور چونکہ یہ بات خلاف واقعہ تھی۔ اور مین نے سنسے بچز اسکے کہ مرزا صاحب کو مسیح موعود سے یہ پیام پہنچا دین کہ آپ مسیح موعود کیونکر ہو سکتے ہین۔ مرزا صاحب کے متعلق اور کچھ نہ کہا تھا اسلئے یہ استفسار کیا تھا۔ اس استفسار کا جواب آپنے اسی رنجش سے دیدیا۔ کہ آپکا بیان خلاف واقعہ تھا۔ یہ خلاف بیانی آپکی قدیم عادت ہے جسکا بارہا ہمکو تجربہ ہو چکا ہے۔ آپسے اسکا کریدنگر آپکی تفصیل ہم تم مین لائیگے

۵۲۔ اصل مین ایسا ہی ہے یہ غلط ہے۔ اور صحیح باذنک ضمیر مخاطب ہے اس سے ناظرین اہل علم کو حکیم صاحب کی موبویت کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے

۵۳۔ آپ ناواقف کیونکر خیال کئے جا سکتے ہین۔ آپکے متعدد خطوط ہمارے

گو بند کیجئے۔ مین لوگون سے مباحثہ کرون۔ مجھے اختیار ہے۔ مجھے کچھ ضرورت نہین کہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہو کر عقائد کی اصلاح کرون۔ اس سے زیادہ مین اسلئے نہین لکھتا کہ مین آپ سے مایوس ہون۔

نورالدین۔ ۳ پھاگن

اس خط کی تحریر سے حکیم صاحب نے تو مباحثہ کو ختم کیا۔ اور یہ جان لیا تھا کہ چلو چھٹی ہوئی۔ اس بلا سے جان بچی۔ مگر خدا نے نہ چاہا کہ اس سے ان کو بچا دے اور انکے انکار کا عجز پر مبنی ہونا ہمیشہ رہنے دے۔ لہذا حق تعالےٰ نے حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار ناہار کے دل مین اس خیال کا القا کیا کہ جس طرح ہو سکے جانبین کو ایک جگہ جمع کرین اور انکی باہم گفتگو کرا دین۔

پاس اور ہمارے شاگردون کے پاس موجود ہین۔ جن سے آپ کی اس واقفیت کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ اگر اسمین کچھ کسر تھی۔ تو وہ یوم البلد (مباحثہ کے دن) جب آپ سے اصول تسلیم کرائے گئے تھے جاتی رہی +

۵۱۔ آپ کے پیرہی تو مایوس نہین ہین۔ وہ تو اب تک مجھ سے مباحثہ کرنیکا دم مار رہے ہین۔ (گو وہ برائے نام اور بحسب ظاہر ہے)۔ اور اپنے خط نمبری (۵) منقولہ صفحہ (۳۷۱) جلد ۱۲ نمبر ۱۲۔ اشاعۃ السنۃ مین انجمہ تمام مخاطبین و مخاصمین سے اسی خاکسار کو گفتگو کے لئے منتخب کر چکے ہین۔ آپ کیسے ان کے با اخلاص مرید ہین کہ آپ مایوس ہو بیٹھے۔ حضرت حکیم صاحب۔ آپ مایوس نہین خائف ہین۔ اور آپ یقیناً جانتے ہین کہ گفتگو سے آپ عہدہ برآ نہ ہو سکین گے۔ مسلۂ نسخ۔ بعض آیات قرآن کے مباحثہ کا دن اور اشاعۃ السنۃ کے مضامین جن کی ثنا مین آپ ہمیشہ سے رطب اللسان رہے ہین۔ (چنانچہ آپکے خطوط شاہد عدل موجود ہین) آپ بھول نہ گئے ہونگے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پس پہلے تو حافظ صاحب بہمراہی منشی عبدالحق صاحب حکیم صاحب کے پاس جمّون پہنچے۔ مگر وہان سے واپس آئے تو مایوسی کے مظہر ہوئے۔ پھر جب حکیم صاحب بہ شمولیت راجگان جمون لاہور مین آئے تو اس وقت حافظ صاحب لاہور مین نہ تھے۔ اسوجہ سے حکیم صاحب ہمارے قابو مین نہ آئے۔ (ہرچند اور لوگون کے ذریعہ ہم طالب مباحثہ ہوئے۔) اور حکیم صاحب اپنے مسیح کے پاس لودہانہ جا پہنچے۔ ۱۲۔ اپریل کو مولوی فضل الدین صاحب ساکن گجرات لودہانہ سے آکر خاکسار کو لاہور مین ملے تو مظہر ہوئے کہ آپکے مقابلہ اور مباحثہ کے لئے مرزا صاحب تیاری کر رہے ہین۔ کل مولوی نورالدین اور ان کے ایک شاگرد کو (جسکی بدگوئی اور پھکڑ بازی کے سبب اسکا نام بھی ہم زبان پر لانا نہین چاہتے) روانہ کرین گے۔ ۱۳۔ تاریخ اپریل کو حافظ محمد یوسف صاحب بہی لاہور پہنچگئے۔ اور ادہر سے حکیم صاحب رونق افروز لاہور ہوکر منشی امیرالدین صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ رات کے دس بجے منشی امیرالدین کے بہائی حاجی محمد دین صاحب حافظ جی کا یہہ پیام لائے کہ حکیم صاحب تشریف لے آئے ہین آپ صبح آوین اور حکیم صاحب سے گفتگو کرین۔ مین نے اس پیام کا جواب یہ دیا کہ مین گفتگو کے لئے تب آؤن گا جب حکیم صاحب کا دستخطی رقعہ متضمن درخواست مباحثہ پاؤن گا۔ کیونکہ حکیم صاحب اپنے خط مین گفتگو سے انکار کر چکے ہین۔ لہذا اگر مین بلا درخواست ان کے پاس پہنچا تو وہ کہینگے "ہم تو مباحثہ سے انکار کر چکے ہین پہر آپ کیون آئے"۔ حاجی صاحب میرے جواب سے آشفتہ خاطر ہوئے اور یہ مضمون زبان پر لائے کہ آپ نہ آئین گے تو وہ لوگ (مسیحائی پارٹی) ہم لوگون کو (جو آپکے ہمخیال ہین) گریز کی طرف منسوب کرین گے۔ اور اس بات کے مظہر ہوئے کہ حکیم صاحب اس مضمون کا رقعہ نہ لکہین گے۔ اسپر مین نے کہا کہ حکیم صاحب نہ لکھین تو یہہ بات حافظ صاحب تحریر کرکے میرے پاس بہیجدین کہ حکیم صاحب آپکے نام رقعہ لکہنے سے انکار کرتے ہین۔ مگر ہم لوگ آپکو انسی گفتگو کے لئے بلاتے ہین۔ یہ جواب لیکر حاجی صاحب خفگی کے ساتھ واپس ہوئے اور تہوڑی دیر کے بعد میان رجب دین صاحب کو (جو ایسے مشکلات کیوقت

وکیل بنائی جایا کرتے ہین) لیکر میرے پاس آئے اور حافظ جی کا وہی پیام لائے۔ مین نے اسکے جواب مین پہر وہی بات کہی۔ مگر میان رجب دین صاحب نے میرے اس جواب کی مخالفت مین بہت زور دیا۔ اور یہہ کہا کہ اگر آپ نہ آئے تو ہم لوگون پر گریز کا الزام قائم ہوجائے گا۔ اور جب خط کا ذکر آیا تو انہون نے ایک خط بہی حافظ صاحب کا جیب سے نکالکر پیش کیا۔ (جسکا مضمون غالباً وہی تھا جو مرزا صاحب کے وکیل اڈیٹر پنجاب گزٹ نے اپنے پرچہ ۲۵ اپریل مین مشتہر کیا ہے) مگر چونکہ اس خط کا مضمون وہ نہ تہا جو میرا مطلوب تہا بلکہ وہ مضمون مطلوب اور قاصدون کی زبانی پیام کے مخالف تہا۔ لہذا مین نے اس خط کو پڑھکر واپس کیا۔ اور اسکے ساتھ خوش طبعی سے یہ بھی کہا کہ اس خط کو آپ یا حافظ صاحب شہد لگا کر چاٹ لین۔ اس پر بھی میان رجب دین صاحب نے اپنی بات پر اصرار نہ چہوڑا۔ آخر مین نے انکے اصرار پر صبحکو حاضر مجلس ہونا قبول کیا۔ صبح کو پہر میان رجب دین صاحب اور ان کے بعد محمد چٹو صاحب میرے بلانے کو آئے۔ مین انکے ہمراہ صبح کے ۶½ بجے منشی امیر دین صاحب کے مکان پر پہنچا تو وہان بڑا مجمع پایا جو میرے پہنچنے کے بعد اور زیادہ ہوگیا تہا اس مجمع کے ارکان (سابق اور لاحق) سے خصوصیت کے ساتھ لائق ذکر یہ اصحاب واحباب ہین۔ جناب مولوی عبد الرحمن صاحب خلف الرشید مولوی محمد بن بارک اللہ ساکن لکھوکے (جنکا ذکر میرزا صاحب کے خط نمبری ۵ مین ہے) جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور۔ جناب سید فقیر جمال الدین رئیس و آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور۔ جناب شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور مولوی عبد العزیز صاحب رکن انجمن حمایت اسلام و ملازم سررشتہ تعلیم پنجاب۔ ایسے ہی بعض اصحاب لائق ذکر اور تھے۔ مگر انمین اسلامی اور حقانی جوش ایسا نہین ہے کہ وہ مسیحائی پارٹی لحاظ نکرین۔ اور شہادت حق دین[1]

خاکسار۔ مجلس مین پہنچا تو بعد سلام و مزاج پرسی حضار سب سے پہلے جو کلمہ زبان پر لایا وہ یہہ تھا کہ "حافظ صاحب آپنے جو مجھے بلایا ہے تو کس غرض سے بلایا ہے؟"

[1] اسی خیال سے ان حضرات کے نام اختتام پر درج کرکے کاٹ دیئے گئے۔

حافظ صاحب نے فرمایا کہ اُس غرض سے بُلایا ہے کہ آپ مرزا صاحب کے متعلق حکیم صاحب سے گفتگو کرین"۔ اس کلمہ کے (یا جو اس کے معنے مین ہو) سو حافظ صاحب نے اُسوقت ایک لفظ بھی منہہ سے نہ نکالا۔ نہ مجھے کچھ کہا نہ حکیم صاحب سے۔ پھر خاکسار نے حکیم صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے مولوی فضل الدین صاحب کی زبانی سنا ہے کہ آپ لودہانہ سے مجھ سے مباحثہ کرنیکو تشریف لائے ہین۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یہ بات غلط ہے[1] مگر مین حافظ محمد یوسف کے حکم مین ہون۔ حافظ صاحب فرماتے ہین تو اب مین گفتگو کو حاضر ہون پھر خاکسار نے کہا کہ مین قبل از بحث مقصود چند اصول آپ سے تسلیم کرانا چاہتا ہون کیونکہ بحث سے پہلے اصول طے ہو جائین گے تو اثنار بحث مین دلائل کے رد و قبول مین اختلاف نہوگا انہی اصول موضوعہ و مسلمہ کو دلائل مین پیش کیا جائیگا۔ حکیم صاحب نے اس امر کو منظور کیا۔ اور حسب تفصیل ذیل سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا[2]۔

---

[1] ہم کچھ نہین کہہ سکتے کہ حکیم صاحب کا بیان غلط ہے یا مولوی فضل الدین صاحب کا۔ اس سے ہمکو کچھ بحث نہین۔ حکیم صاحب نے آخر حافظ محمد یوسف صاحب کے حکم سے بحث کرنا قبول کر لیا یہی ہمارے اس مدعا کے لئے کہ حکیم صاحب سے ہمارا مباحثہ ہوا کافی ہے۔

[2] صفحہ ۱۶ کے سطر ۱۰ سے اسمقام تک تقریر قلمبند کر کے حافظ صاحب کے قاصدون (حاجی محمد دین صاحب۔ میان رجب الدین صاحب۔ میان محمد چٹو صاحب) کے پاس بوساطت مولوی سید حسین شاہ صاحب واعظ کاشمیر اس غرض سے بھیجی گئی تھی کہ اگر اس تقریر مین کہین الفاظ یا مضمون کی کمی بیشی ہو گئی ہو تو وہ لوگ اسکو درست کر دین۔ مولوی حسین شاہ صاحب نے بعد از جمعہ ایک مجمع مین اس تقریر کو پڑھکر ان قاصدون کو سُنایا اور اسکے الفاظ و مضمون کو ان سے تسلیم کرا کے بذریعہ رقعہ منقولہ ذیل خاکسار کو اس سے مطلع کیا وہ یہ ہے مکرمی مولوی صاحب سلمکم ربکم ـــــ کاغذ بعد جمعہ مجمع مین محمد چٹو صاحب اور رجب دین صاحب

خاکسار نے کہا۔

(۱) کتاب اللہ و سنت اتفاقی حجج شرعیہ[۱] ہین۔

حکیم صاحب نے فرمایا۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۲) سنت سے وہ اقوال و افعال (لائق اقتدا[۲]) و تقریرات[۳] نبویہ مراد ہین۔ جو کتب حدیث مین مروی ہین۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۳) کتب حدیث صحیحین بلا وقفہ و نظر سنت نبویہ کی مثبت و شاہد ہین +

---

[۱] کو بلکہ حاجی محمد دین صاحب کو بھی بدستور حرفا بحرف سُنا دیا۔ صاحبان مسطورہ نے باتفاق لفظ درعین مجمع جواب دیا کہ بیشک سہو لیصاحب چھپا دین اسمین ہمارے طرف سے کوئی مبالغت یا صورت انکار نہین۔ مگر صحیح (یعنے سہی یا دستخط جسکو انگریزی مین سگنچر کہتے ہین) اپنی مفضول جانتے ہین۔ والسلام ——— حسین شاہ عفی عنہ

[۱] یعنے قرآن اور حدیث کے شرعی دلائل ہونہین کسی مسلمان کا اختلاف نہین۔ گو باقی اور دلائل (اجماع و قیاس) کی دلیل شرعی ہونے مین بعض علماء کا اختلاف ہے +

[۲] یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض افعال آنحضرت کے آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہین۔ اُمت کو اُن کی پیروی جائز نہین۔ جیسے چار سے زیادہ عورتون سے نکاح +

[۳] تقریر سے وہ فعل یا قول مراد ہے جو آنحضرت کے سامنے کسی نے کیا یا کہا۔ اور آنحضرت نے اس سے منع نہ کیا +

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوازدہم اشاعۃ السنۃ باوجود کثرت عوائق و مشاغل و قلت اسباب و وسائل[1] اکثر خریدارونکو پیشگی پہنچگئی ہے اور بعض معاونین کے (جو بغرض نصرت دین پیشگی قیمت ادا کرتے ہین) حق سے سبکدوشی حاصل ہوئی۔ اب وہ حضرات جو قیمت جلد دوازدہم بلکہ یازدہم وغیرہ کے باقیدار ہین انصاف و ہمدردی کو کام مین لاکر جلد دوازدہم تک بیباقی کرین اور وہ حضرات جو ہمیشہ پیشگی اعانت کرتے ہین قیمت جلد سیزدہم کے ارسال سے کارخانہ کی اعانت کرین۔

فتنۂ قادیانی

"ابھی فتنہ ہے کوئی دنمین قیامت ہوگا"

ہمارے ناظرین اسدفعہ اشاعۃ السنۃ مین صرف مرزا قادیانی کے متعلق ایک ہی مضمون سو بہی شخصی و جزئی بحث کا متضمن دیکہکر متعجب ہونگے اور شائد بزبان حال یا قال اسکو اس مصرع سے خطاب کرین ع کجا بود اشہب کجا تاختی۔ اور یہ کہین کہ اشاعۃ السنۃ تو شخصی و جزئی مباحث سے قلم کو روک چکا اور مسلمانونکی باہمی نزاع کی موقوفی کے درپے اور اتفاق و اتحاد مین کوشیان تہا۔ اب اسکو کیا ہوگیا ہے کہ ایک مسلمان سو بہی کیسا؟ ولی مجدد۔ ملہم و محدث سے جا لپٹا اور ایسا لپٹا کہ مسائل کلی و اتفاقی زیر بحث کو یکلخت بہول گیا۔ ولیکن وہ مہربان اگر صبر و تحمل کو کام مین لاکر اس مضمون کو اور اس قسم کے مضامین آیندہ کو اول سے آخر تک پڑہجائینگے تو امید ہے کہ اشاعۃ السنۃ کو اس روش کی تبدیل اور موجودہ قال و قیل پر نہ صرف معذور و معاف رکہینگے بلکہ مصیب و ماجور قرار دین گے۔ اور یہ یقین کرلینگے کہ اسکی یہ مباحث جزئی و شخصی نہین بلکہ کلی و قومی ہین اور انمین کسی مسلمان یا ملہم مجدد و محدث کا مقابلہ نہین بلکہ نیچریون آریون عیسائیون اور فلسفیون کی جماعتون سے جن مین درپردہ مخاطب بھی شامل و داخل ہے مقابلہ ہے۔ اور ان مین بحث بھی کسی خاص مسئلہ جزئی مین نہین ہے بلکہ ان کلیات و امہات مسائل پر بحث ہے جو اسلام اور جملہ ادیان سماویہ کے اصل اصول ہین۔ اور وہ یہ جان لینگے کہ میرزا قادیانی جو ایک وقت تک فرقہاے مذکورہ بالا کا مقابل اور تائید اسلام کا مدعی تہا۔ اب وہ اپنی نبوت کا مدعی ہوگیا ہے۔ اور اصول اسلام کے برخلاف نیچریہ نصاری آریہ اور فلاسفہ کے اصول کو از سر نو زندہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر از آنجا کہ اسکو اس امر کا خوب یقین ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صریح مقابل ہوکر اپنی نبوت کا سلسلہ قائم نہین کرسکتا اور اسصورت خروج و مقابلہ مین کوئی مسلمان اسکی دعوت قبول نکریگا لہذا وہ مسلمانون کو اپنے دام مین لانے اور اپنے دعاوی کو ان سے قبول کرانے کی غرض سے بظاہر اسلام اور اتباع خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدعی ہے۔ اور خدا و رسول کی کلام کو پہیر پہار کر اپنے دعاوی باطلہ کے ثبوت پر دلیل

[1] زر۔ وقت اور فرصت۔

حکیم صاحب۔

صحیحین کو مین بہت معتبر سمجھتا ہون۔ بخاری کو اقدم جانتا ہون۔

خاکسار

(۴) اس تفاوت اور تقدیم مرتبہ بخاری کا اثر یہی ہوگا کہ عند التعارض بخاری کی حدیث مقدم ہوگی۔ اور جو حدیث مسلم کی بخاری کے معارض نہ ہو وہ بھی بخاری کی طرح بلا دقفہ تسلیم کیجاوے گی۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۵) ان دو کتابون مین جرح مدفوع[1] ہے۔ اور ان کتابون کی کسی کتاب کی حدیث کی توہین یا رد اہل بدعت کی شان ہے

حکیم صاحب۔ مسلم ہے

خاکسار۔ (۶) آپ اپنی رائے سے جرح و تعدیل احادیث غیر صحیحین کا منصب رکھتی ہین۔

حکیم صاحب۔ نہین۔

خاکسار۔

(۷) حدیث کی روایت اور راوی کی رائے مین فرق[2] ظاہر ہے۔

---

[1] یعنے ان کتب کی احادیث پر جو اعتراض کئے گئے ہین۔ ان کو بعض محدثین نے اٹھا دیا ہے۔ اب ان کتب کی احادیث پر کسیکا اعتراض سنا نہین جائیگا۔

[2] روایت وہ ہے جسکو راوی آنحضرت سے نقل کرتا ہے رائے وہ بات ہے جو راوی اپنی سمجھ اور فکر سے کہتا ہے۔

حکیم صاحب مسلّم
خاکسار

(۸) الفاظ کتاب اللہ اور حدیث کو ظاہر معنے پر حمل کرنا واجب ہے، اور اُن کے تاویل بلا مانع قوی اور حجت قطعی جائز نہیں۔ کیونکہ یہ تاویل لغت اور شرع سے امان کے رافع ہے[1]۔

حکیم صاحب۔

رسول اللہ کے اقوال اور قرآن شریف کے کلمات طیبات ایسے معاملات میں جو عملی طور پر رسول اللہ نے انکر کے دکھا دیا ہے۔ یا صحابہ کے زمانہ میں بلا انکار ہوتے عمل میں لاکر دکھا دیا ہے اُنکے وہی معنے ہیں۔ جو تعامل سے ثابت ہوئے[2]۔ باقی پیشگوئیوں یا اخبار میں ایسا کوئی مجازی استعارہ لینا قوی دلیل سے ممکن ہے۔

---

[1] یعنے اگر لفظ کے ظاہری معنے بلا وجہ ترک کر کے اسکے تاویل معنے مراد لینا جائز رکھے جائیں تو نہ شرع کا اعتبار رہتا ہے نہ عام بول چال کا۔ اور ہر شخص کو اختیار ہو جاتا ہے کہ جس لفظ کے جو معنے چاہے مراد لے +

مثلاً لفظ صلوٰۃ یا نماز سے اپنی خواہش نفسانی کو مراد لے۔ اور عملی نماز چھوڑ بیٹھے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے ؎ صلوٰۃ عاشقان ترک وجود ست۔ صلوٰۃ سالکان سجدہ سجود ست۔ اور لفظ پانی سے پیشاب مراد قرار دے۔ اور لفظ روپیہ سے کوڑی مراد ٹھہرا لے۔

و نیز علیہ کوئی باقی مانگے تو پیشاب کر دے۔ اور ہزار روپیہ کا اقرار کر کے یہ کہدے کہ میں نے ایک ہزار کوڑی دینے کا اقرار کیا تھا۔

[2] حکیم صاحب کا یہ جواب اضطراب اور تحیّر پر (جو جواب دینے کے وقت اُن پر طاری تھا)

خاکسار۔

آپکی تقریر سے یہہ سمجھ مین آیا ہے کہ جن الفاظ نبوی یا کلمات قرآنی کے معنی عمل نبوی سے مفہوم نہ ہوئے ہون۔ ان الفاظ کے معنے لغوی مین تاویل جائز ہے۔ اگر دلیل قوی ہو اسکا لازمہ یہہ ہے کہ اگر اس تاویل پر کوئی دلیل نہو تو وہ تاویل بھی ویسی ہی ناجائز ہے جیسے کہ عملی معنون مین تاویل ناجائز ہے +

(حکیم صاحب)۔ بہرحال یہ میرا مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۹) حقیقت مجاز سے مقدم ہے۔ اور حقیقت کی علامات یہہ ہیں +

(۱) معنے کا متبادر ہونا۔ (۲) ایک امر جائز پر اس لفظ کا اطلاق۔ (۳) اسکے نفی کی عدم صحت

اور ان سے یہ کلمات کہلاتا تھا کہ میرا علم محدود ہے۔ اور خدا جانے اس اصول کے تعلیم کے بعد مجھپر کیا پتھر ڈالوگے۔ وغیرہ وغیرہ مبنی ہے۔ شروع تقریر مین تو آپنے ظاہری معنی مراد لینے کے لئے آنحضرت صلعم اور صحابہ کے عمل کو شرط ٹھیرایا۔ (جسسے مفہوم ہوتا ہے کہ جو اقوال نبوی اور آیات قرآنیہ عقائد کے متعلق ہین یا وہ اخبار پیشین گویون کے متعلق ہین انکے ظاہری معنے مراد لینا ضروری نہین انمین جو تاویل کوئی چاہے کر سکتا ہے) مگر اخیر تقریر مین آپنے اس شرط عمل کو اٹھا دیا اور صاف فرما دیا کہ پیشگویون کے متضمن اخبار و آیات مین بھی۔ کوئی مجازی استعارہ مراد لینا قوی دلیل سے ممکن ہے جسکا صاف یہ مفہوم ہے کہ اگر اس استعارہ کی مراد ہونے پر قوی دلیل نہو تو معنے حقیقی (جو ظاہری معنے ہین) چھوڑکر مجازی معنے مراد لینا جائز نہین ہین ہمنے اسوقت حکیم صاحب کو اس اضطراب و تخالف کا الزام ندیا اور انکی شروع تقریر کا کچھ لحاظ نہ کیا صرف انکی تقریر کی آخری حصہ سے اپنا کام نکال لیا اور اس تقریر کے جواب مین انسے یہہ تسلیم کرا لیا کہ جس تاویلی معنے قرآن و حدیث پر کوئی دلیل نہو وہ مراد لینا جائز نہین گو عمل نبوی سے وہ معنی ثابت نہون۔ اس سوال و جواب سے ناظرین اہل علم حکیم صاحب کے علم و فہم کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہین +

عہ متبادر ہونا — قریب الفہم ہونا۔ (۲) اطلاق جائز۔ ایک چیز پر ایسا لفظ بولنا جو بحکم عرف یا لغت اُسپر بولا جا سکے جیسے زید کو انسان کہنا۔ (۳) نفی کی عدم صحت۔ نفی کا صحیح نہونا جیسے زید کے حق مین یہ کہنا کہ وہ انسان نہین ہے جو صحیح نہین ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱

پیرو

علامات مجاز اسکے مخالف یہ ہین۔

(۱) قرینہ کا وجود۔ (۲) امر محال پر لفظ کا اطلاق (۳) نفی کی صحت۔

حکیم صاحب۔

مجھے کچھ معلوم نہین کہ مولوی صاحب نے یہ اصطلاح سلف صالحین سے کہان[۱] سے لی ہے

[۱] حکیم صاحب کے اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ جو اصطلاح سلف صالحین صحابہ و تابعین سے منقول نہین وہ لائق قبول و اعتبار نہین ہے۔

اسکے اس جواب کو سنکر خاکسار کے علاوہ اور علماء حاضرین مجلس (جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب۔ و جناب مولوی عبدالرحمن صاحب) بھی حکیم صاحب پر معترض ہوئے۔ اُن کے اعتراض اُسوقت اسی وجہ سے قابل نہ ہوئے تھے کہ وہ حکیم صاحب سے مباحثہ و مناظرہ کرنے نہ آئے تھے۔ ہوتے تو وہ اعتراض بھی قابل ہو جاتے۔ اِن اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے اصطلاحات علمیہ کا سلف صالحین صحابہ و تابعین سے منقول ہونا شرط قبولیت و اعتبار ہے۔ تو آپ ہی (حکیم صاحب) اصطلاحات اصول حدیث (مرفوع و موقوف وغیرہ) یا اصطلاحات نحویہ (مثلاً فاعل مرفوع ہوتا ہے۔ اور مفعول منصوب جنکو آپ مانتے) سلف صالحین سے ثابت کرین۔ اور جو آپنے خود اصل ہشتم کے جواب مین لفظ "مجاز" و "استعارہ" کو استعمال کیا ہے۔ اسی کو سلف صالحین سے ثابت کر دکھائین۔ آپ حکیم صاحب بہت گھبرائے۔ اور گھبراہٹ سے وہ الفاظ جو صفحہ (۲۲) آپ سے منقول ہوئے ہین آپکے منہ سے نکل گئے۔ اور اس اعتراض کے جواب مین پہلے تو وہ بولے کہ مین اپنے الفاظ "مجاز و استعارہ" کو واپس لیتا ہون۔ مگر آخر خاکسار کی جوابی تقریر (جسمین بحث لفظی کو چھوڑ کر مضمون اصول انہم آپ سے تسلیم کرایا گیا ہے) کو سنکر اس واپسی کو بھول گئے۔ اور ہمارے

خاکسار۔

مین لفظی بحث کو ترک کر کے صرف اس کہنے پر اکتفا کرتا ہون کہ آپ نے پہلے جواب

اصل نہر کا مضمون مان گئے۔ یا شاید وہ عمداً یہ سمجھکر کہ مین لفظ "مجاز" و "استعارہ" کو واپس لونگا۔ تو اپنے پیر مرزا کے الہامات و تاویلات کے تمام مار پولوڑ کو جو صرف مجاز و استعارہ پر مبنی ہین توڑنے والا نہون گا۔ اُس سخن آپکی قائم نہ ہے اور خاکسار کی جوابی تقریر کو مان گئے ہون۔

حکیم صاحب کے اس جواب پر جناب مولوی عبدالرحمن صوفی صافی جو اس سے پہلے چپ چاپ بیٹھے تھے باین اعتراض معترض ہوئے کہ یہان (مسئلہ حقیقت و مجاز مین) تو حکیم صاحب سلف صالحین کی نقل کے طالب بنے ہین۔ مگر آیات قرآن و حدیث نبویہ کے اُن تاویلات مین جو مرزا غلام احمد کرتے ہین (جیسے دجال سے مراد دنیا دار ہونا۔ اور ابن مریم سے مثیل ابن مریم اور یلتہ القدر سے زمانہ قلت وغیرہ وغیرہ) وہ سلف صالحین سے نقل و شہادت کے کیون طالب نہین ہوتے پھر مولوی صاحب نے دینی جوش مین آکر یہ فرمایا کہ جو شخص الفاظ قرآن و حدیث کے ایسی تاویلی معنے کرے جو صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین نے نہ کئے ہون وہ بدعتی و گمراہ و ملحد ہے۔ اور یہہ کہکر آپ اس مجلس سے چلے گئے۔ (جسکا ذکر مرزا صاحب کے خط نمبری ۸ و ضمیمہ پنجاب گزٹ ۵ اپریل ۱۹۱۰ء کی سطر ۱۰ کالم اول صفحہ ۲ مین ہوا ہے۔) مولویصاحب موصوف کے جوش مین آنے اور مجلس سے اُٹھ جانے کی وجہ ایک تو یہی تھی کہ جوابات حکیم صاحب کے اس جواب مین اختتام کی تھی اس کے وہ خود پابند نہ تھے۔ لہذا ان کا یہ بات کہنا صرف جدال پر مبنی تھا جس سے مولوی صاحب کو نفرت ہوئی اور ان کو حکیم صاحب کی ہدایت سے مایوسی ہوئے دوسری

مین تسلیم کیا ہے کہ لفظ کے ایسے معنے جسکو استعارہ کہا جاتا ہے قوی دلیل سے لئے جائینگے بلا دلیل ایسے معنے نہ لئے جائین گے۔ پس مین انہین معنے کو مجاز کہتا ہون۔ جنکو آپنے استعارہ

وجہ یہ کہ حکیم صاحب کے حق مین مولوی صاحب کو خدا تعالے کیطرف سے ایک یہہ الہام ہوا وان تدعوھم الی الھدی فلن یھتدوا ابدًا اینے اگر تو انکو ہدایت کی طرف بلائیگا تو وہ کبھی ہدایت پذیر نہونگے۔ دوسرا یہ الہام ہوا ویضل اللہ الظالمین و یفعل اللہ ما یشاء۔ یعنے خدا ظالمون کو گمراہ کرتا ہے۔ اور وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے

ان الہامات سے مولوی صاحب نے روانگی فیروزپور کے وقت مجھے خاص اپنی زبان سے اطلاع دی تھی۔ اور غرض اسکی یہ تفسیر فرمائی تھی۔ کہ جو شخص صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین کے اتفاق سے اختلاف کرتا ہے وہ آپنے ظلم کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ ہم لوگ اہلسنت والجماعت لیسبب سے کہلاتے ہین کہ ہم سنت یعنے آنحضرت کے قول فعل کے پابند ہین۔ اور جماعت یعنے جماعت صحابہ و تابعین کے پیرو ہین۔ ہم اس جماعت کی اتباع چھوڑنے سے اہلسنت سے خارج ہوجاتے ہین اور ظالم بنتے ہین۔ اور خاکسار کو یہ فرمایا کہ مین نے ان لوگون کے مقابلہ مین تیرے قائم رہنے کی بابت خدا تعالے سے بطور استخارہ دعا کی تھی۔ اسکے جواب مین مجھے یہہ الہام ہوا ہے لکل فرعون موسی۔ یعنے ہر فرعون کے واسطے۔ لہذا آپ اس مقابلہ کے لئے قائم اور مستعد رہین۔ ہم خدا تعالے سے دعا کرتے رہین گے۔ کہ وہ خدا تعالے تمہاری مدد کرے۔ اسپر قائم و مستقیم رکھے۔

جو لوگ مولوی صاحب کے اٹھ جانے کی اور وجہ بیان کرتے ہین وہ مولوی صاحب کے اس بیان کو سنکر شرمندہ ہون گے تو معلوم نہین۔ پھر کس وقت شرمندگی کا موقع پائین گے۔

کہا ہے۔ اور آپکے جواب سابق سے مین یہ سمجھتا ہون کہ آپ کوئی استعارہ بلا دلیل قوی کسی لفظ سے مراد نہ ٹھیرائین گے۔ میرے لئے یہی تسلیم آپ کی کافی ہے اُس معنے کو آپ مجاز کہین یا نہ کہین۔

حکیم صاحب نے۔ اس کے جواب مین کوئی عذر و انکار پیش نہین کیا۔ اور سکوت سے اُسکو تسلیم فرمایا۔

خاکسار۔ (۱۰) محال اور مجہول الکنہ مین فرق ہے۔ اول کی تسلیم جائز نہین۔ دوسرے کی جائز ہے۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔ (۱۱) عادت کا خلاف جائز ہے۔ بناءً علیہ معجزات انبیا و کرامات اولیا جو عام عادت کے برخلاف معلوم ہوتے ہین واجب التسلیم ہین اگر انکار ثبوت ہو۔

حکیم صاحب۔ یہ بہی ایک خاص[1] عادت اللہ ہے۔

خاکسار۔ (۱۲) قانون قدرت جسکو بعض لوگ خدا کا قانون بنائے بیٹھے ہین واقع مین خدا کی قدرت کا قانون و معیار نہین ہے۔

حکیم صاحب۔ ہان[2] انسان کے محدود تجربے اور مشاہدے قانون قدرت پر حاوی

---

[1] آپ فرماتے ہین کہ معجزہ و کرامت بہی خدا کی ایک خاص عادت ہے اسمین اپنے معجزہ کو تو دبی زبان سے مانا ہے۔ مگر اسکے خارق عادت ہونیسے انکار کیا۔ اور یہہ خیال نفرمایا کہ مخاطب نے بھی اسکو مطلق عادت کا خارق نہین کہا۔ صرف عام عادت اللہ کا خارق قرار دیا ہے۔ جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ معجزہ خدا کی خاص عادت کا جو انبیا کے ساتھ رہی ہے اسکے نزدیک بہی خارق نہین۔ پہر اس بات کہنے کی آپکو کیا حاجت تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ دوسرے کے کلام کا مطلب جلد نہین سمجھتے۔

[2] اسمین آپ خوب قابو آگئے ہین گویا شکنجہ مین پھنسگئے۔ جس قانون قدرت کی دست آویز سے آپکے پیر اور انکے اور مرید صحیح احادیث کو رد کر رہے ہین۔ اس سے آپ تمسک نہ کر سکینگے اور ان احادیث کو رد کرنے پر قادر نہ ہونگے۔

نہین ہو سکتے۔

خاکسار۔ (۱۳) آپ آنحضرت صلعم کے معراج جسمانی کو تسلیم کرتے ہین یا نہین۔

حکیم صاحب۔ مین نے اس مسئلہ مین غور[1] نہین کیا کہ جسدی ہے یا روحانی نفس معراج کا اقرار ہے +

خاکسار۔ (۱۴) غیر نبی کا الہام دوسرے شخص پر حجت شرعی ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ غیر نبی کا الہام نبی کے صریح حکم کے خلاف ہو تو حجت نہین اور اگر کسی ایسے معاملہ مین ہو کہ اسمین صریح حکم نبی کا خلاف نہین ہے تو ممکن[2] ہے کہ کسی کے لئے حجت ہو مگر

---

[1] اسمین آپنے سفید جہوٹ سی کام لیا ہے۔ آپ مدتون سے کتب حدیث کی جنمین معراج نبوی کا ذکر ہے اوراق گردانی کر رہے ہین۔ اور عام مسلمانون کا یہہ اعتقاد کہ آنحضرت کو جسمانی معراج ہوا ہے جانتے ہین اور خاصکر اپنے استاد مولوی محمد صاحب سہارنپوری ثم المکی سے (جو پرانے خیالات کے آدمی ہین) حدیث معراج کے یہی معنے سن چکے ہونگے۔ کہ آنحضرت اس جسم مبارک سی آسمانون پر گئے۔ اور ادہر اپنے پیر مرزا اور انکے مریدون کے خیالات و مقالات پبلک مین شائع ہوتے دیکھ رہے ہین۔ پھر کیا ایسی حالت مین ممکن ہے کہ آپنے اس مسئلہ مین کچھ نہ سوچا ہو کہ ہمارے پیر کا خیال صحیح ہے یا پرانے مسلمانون کا۔ یا بلا عذر و تامل محض تقلیداً اپنے پیر کا یہ خیال کہ معراج صرف روحانی ہوا ہے مان لیا ہو؟ ہرگز نہین۔ آپ سچے ہین تو اسپر قسم کہائین۔ مگر یہ مسئلہ یاد رکھین کہ قسم مین توریہ جائز نہین ہے اور قسم اسی معنے پر واقع ہوتی ہی جو اسکے معنے دوسرا سمجھے۔

[2] آپ کے جملہ "ممکن ہے"۔ اور پہر اسکے مستثنیٰ۔ "مگر حجت شرعی نہین"۔ کو ناظرین خیال مین لائین۔ یہہ کیسے اضطراب پر مبنی ہین؟ غیر نبی کا الہام شرعی حجت نہین تو پہر کیسی حجت ہے؟ اور یہان شرعی حجت کے سوا کس حجت سے بحث ہے؟۔

حجت شرعی نہین۔

خاکسار۔ (۱۵) صحابی کی ایسی تفسیر آیات قرآن جسکے معنے سمجھنے مین محض رائے کا دخل نہو حکماً مرفوع ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ صحابی کی ایسی تفسیر کوئی حکماً حجت[1] نہین۔

خاکسار۔ (۱۶) درصورت عدم حجیت وہ دوسرون کی تفسیر بالرائے سے مقدم ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ صحابی کی تفسیر کو مقدم کرنا کوئی ضرورت نہین۔

خاکسار۔ (۱۷) نبوت ختم ہوچکی ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ نبوت تشریعی ختم ہوچکی ہے۔ کوئی شخص شرع جدید نہین لاسکتا۔

خاکسار۔ (۱۸) کوئی جدید نبی ہوسکتا ہے جو تشریع جدید نہ کرے۔ شرع محمدی کے تابع ہو اور نبی کہلائے جیسے انبیا بنی اسرائیل توریت کا اتباع کرتے تھے اور نبی کہلاتے تھے۔

حکیم صاحب۔ کوئی بعید[2] نہین۔ ہو۔

---

[1] اس جواب مین اور جواب سوال نمبر ۱۶ مین آپنے سلف صالحین کا خلاف کیا۔ اور اپنی اور اپنے پیر مرزا کی تاویلات بدعیہ مخالفہ سلف صالحین کے لئے راستہ نکالا ہے۔ سلف صالحین تو ہر بات مین صحابہ کے اقوال و آثار کی پیروی کرتے اور انکی آرا کو بھی اپنی آرا سے مقدم سمجھتے۔ آپ انکی ایسی تفسیر کو بھی نہین مانتے۔ جسکا آنحضرت سے مسموع ہونا متعین ہے اور اسمین رائے محض کا دخل نہین ہے۔

[2] اسمین تو آپنے حد کردی۔ پیروی قرآن و حدیث اور اتباع سلف صالحین و عام مومنین سب کو بالائے طاق رکھکر اپنے پیر مرزا کی تقلید اختیار کی ہے جسمین وہ سرسید احمد خان کے

خاکسار۔ (۱۹) آیت خاتم النبیین نبوت کو ختم کرتی ہے۔ آپ نبی جدید کی تجویز پر کیا دلیل رکھتے ہین۔؟

حکیم صاحب۔ خاتم النبیین کی آیت تشریعی انبیا کی ختم کی دلیل ہے۔ نبی بلا تشریع کے وجود کی مانع نہین ہے۔ ایسے نبی کے دلائل مین اسوقت پیش نہین کرتا۔

منقلد بنے ہین۔ جو ختم نبوت سے بتاویل انکار کرکے۔ کالون۔ لوہتر۔ بابو کیشب چندر سین اور دیانند سرستی کو نبی یا پیغمبر قرار دے چکے ہین۔ وغیرہ علیحدہ ان کے بعض پیرو ان کو پیغمبر سمجھتے ہین۔

آپ کو اور آپکے پیر مرزا کو یہ سوجھی ہے کہ ہم بھی کام تو وہی کر رہے ہین۔ جو سر سید احمد خان کر چکے ہین۔ پھر وہ کون ہین کہ وہ نبی کہلاین۔ اور ہم اس خطاب سے محروم رہجاوین۔؟

ا مجلس مناظرہ کے بعد آپ کو اپنے اس جواب کی مضرت سوجھی تو آپنے حافظ محمد یوسف صاحب مہتمم انعقاد جلسہ سے یہ بات کہی کہ اس جواب مین کہین **حدیث** "علما امتی کانبیاء بنی اسرائیل" درج کرا دو۔ حکیم صاحب کے روانہ ہو جانے کے بعد حافظ صاحب نے منشی عبداللہ صاحب نقشہ نویس اور میان امانبخش صاحب دریائی فروش کے سامنے خاکسار سے اس امر کی درخواست کی۔ خاکسار نے اسکے جواب مین یہ بات کہی کہ اس جواب کے ساتھ یہ حدیث کہین چسپان نہین ہو سکتی۔ ہان وہ اس جواب کو واپس لین۔ اور جلسے اسکے یہ جواب دین کہ اسوقت نبی تو کوئی ہو نہین سکتا۔ اس وقت کے علماء مشابہ انبیاء بنی اسرائیل تو اس جواب کے ساتھ وہ حدیث بخوبی چسپان ہو سکتی ہے۔ آیندہ آپ کو اختیار ہے۔ جس مقام مین چاہین اس حدیث کو درج کر دین۔ حافظ صاحب اپنے قلم سے اس حدیث کو درج نہ کر سکے۔ اور اپنی نوکری پر چلے گئے۔ یہ ہے خاکسار نے ڈاک کے ذریعہ وہ کاغذ بھیجا

ٹہیراتا اور واقفون مین پہیلاتا اور اہل اسلام کی پبلک مین کہتا ہے کہ مسیح موعود جسکے قیامت سے پہلے
آنیکی قرآن وحدیث مین خبر ہے مین ہون - اور حضرت مسیح ابن مریم نبی اللہ فوت ہو چکے ہین وہ اب دنیا مین نہین
آسکتے - اور انکے معجزات مشہورہ احیاء موتے وخلق طیور کو ماننا شرک ہے اور آنحضرتؐ کا معراج مین
آسمان پر جانا اور حضرت مسیحؑ کا آسمان پر زندہ رہنا ایسے خوارق سے ہین جن سے ایمان بالغیب ٹوٹ
جاتا ہے - اور میرے لئے خدا تعالے نے خوارق کا دروازہ کہول دیا ہے - مین ہر شخص کو خوارق اور آسمانی
نشان دکہا سکتا ہون اور مین بطور استعارہ ابن اللہ کہلا سکتا ہون اور مین مسلمانون کا وہ امام ہون جسکو
وہ امام مہدی سمجھ رہے ہین وغیرہ وغیرہ" جنکا اجمال اس رسالہ کے صفحہ (۵) مین ہے اور تفصیل ریویو مین ہوگی
اور انکے پرائیویٹ جلسون مین ایسی پیشگویان سناتا ہے جن کی تفصیل کا یہ وقت نہین ہے (جیسے ہشت
سالہ میعاد کی پیشگوئی وغیرہ وغیرہ) اور ان دعاوی وخیالات مین وہ کامیابی بہی ظاہر کر رہا اور یہ کہہ رہا ہے
کہ ساٹھ ہزار اشخاص اسکے پاس آچکے ہین - جن کی مہمانداری مین وہ دس ہزار روپیہ کے قریب خرچ کر چکا ہے
اور بہت سے لوگون نے (جنکی فہرست وہ خود شایع کرنا چاہتا ہے وہ نہ کریگا تو ہم شایع کرینگے) اسکو مسیح موعود وامام وقت مان لیا ہے

اسکے ان دعاوی وبیانات سے مسلمانون کے مذہب وامن مین جسقدر
انقلاب واقع ہونیکا اندیشہ ہے وہ مخفی ومحتاج بیان نہین ہے (اس سے حضرت قادیانی اور
اور اسکے حواری انکار کرینگے تو ہم اسکی تفصیل وبیان سے متعرض ہونگے) اس صورت مین اشاعۃ السنۃ کا خصوصیت
کے ساتہہ فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو روکے اور جملہ مضامین سابق کو چہوڑ کر بہمہ تن اسی کے دعاوی کے روکے درپے ہو اسکے اصول
باطلہ کا ابطال کرے اور اصول حقہ اسلامیہ کی حمایت عملین لاوے - اسکی موجودہ جماعت وجمعیت کو تتر بتر کرنیمین کوشش کرے
اور آیندہ مسلمانون خصوصاً اہل حدیث کو جنکا یہ خادم ہے اس جماعت مین داخل ہونیسے بچاوے کیونکہ اسی (اشاعۃ السنۃ)
نے قادیانی کے سابق دعوی حمایت اسلام اور مقابلہ مخالفین اسلام ووعدہ تائید دین بنشانہاے آسمانی ونصرت اصول
اتفاقی اسلامی سے دہوکہ مین آکر ریویو براہین احمدیہ مندرجہ نمبر ۷ وغیرہ جلد ۷ مین اسکو امکانی ولی وملہم بنایا اور
لوگون مین اسکا اعتبار جمایا تہا جسکو یہہ حضرات اپنے دعاوی مستحدثہ کی تائید مین اب پیش کر رہے ہین - اور
اسکی عبارات اپنی تحریرات ورسائل مین نقل کرکے ان سے فائدہ اٹہا رہے اور اپنے دعاوی کی صحت ثابت
کر رہے ہین - اشاعۃ السنۃ کا ریویو براہین اسکو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ
براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانون کی نظرون مین بے اعتبار ہو جاتا - کیونکہ بہت سے علما مختلف دیار
ہندوستان وپنجاب وعرب کا ان الہامات کے سبب اسکی تکفیر وتفسیق وتبدیع پر اتفاق ہو چکا تہا - صرف اشاعۃ السنۃ
کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریدارون کے خیال مین اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکہا اور

خاکسار۔ (۲۰) لفظ عیسیٰ بن مریم اور دجال کے اصلی معنی (جسکی تاویل محتاج دلیل ہو) آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین کے زمانہ مین اسوقت تک کیا سمجھے گئے

حکیم صاحب۔ مجھے تمام لوگون کے کل اقوال کی خبر نہین۔

خاکسار۔ (۲۱) مین نے نہ تمام لوگون کے اقوال پوچھے ہین۔ نہ کل اقوال۔ جن لوگون کے اقوال پر آپ کو اطلاع ہے۔ انکا کیا خیال تھا۔

حکیم صاحب۔ ابن مریم سے قرآن مین عیسیٰ نبی اللہ اسرائیلی مراد ہے۔ اور دجال کی نسبت مختلف خیال ہین۔ ابن صیاد کو حضرت عمرؓ دجال سمجھتے اور اس پر قسم کھاتے تھے۔

خاکسار۔ (۲۲) احادیث نبویہ مین جو ابن مریم کا لفظ وارد ہے اس کے معنے صحابہ و تابعین و غیرہ مسلمین نے جہانتک آپکو علم ہے کیا سمجھے ہین۔ اور دجال کی نسبت

اصول و سوالات درج تھے انکے پاس بھیجدیا اور ان کو اختیار دیا کہ جہان چاہین اس حدیث کو درج کردین۔ انہون نے وہان سے بھی اس کاغذ کو بلا تصرف و تبدل واپس کیا۔ اور کہین احادیث کو درج نفرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انہون نے بھی کہین اسکا مساغ نہ پایا۔

ہم اب بھی حکیم صاحب کو اختیار دیتے ہین۔ کہ جہان چاہین احادیث کو درج کردین (اگر گنجایش پاوین۔ ہمارے نزدیک تو یہ حدیث تب ہی انکی ہتک ہو سکتی ہے۔ جبکہ وہ اس جواب کو بدلدین۔ اور یہہ جواب دین۔ کہ اب نبی کوئی نہین ہوگا۔ علماء امت محمدیہ انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ ہین۔

ل اسمین ایک دھوکا ہے۔ جس کا بیان بابرہان تتمۂ جواب نمبری ۲۴ مین عنقریب آئیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

جو آپنے اختلاف بیان کیا ہے۔ اسکی ایک شق آپنے بیان کی ہے دوسری نہین کی۔
اب بیان فرادین کہ سوائے ابن صیاد کی بھی صحابہ یا تابعین نے کیسکو دجال سمجھا ہے۔

حکیم صاحب۔ مجھے یاد نہین کہ سوائے ابن صیاد کے کیسکو دجال کہا گیا ہو
اور ابن مریم کے ساتھ کسی نے جہانتک مجھے یاد ہے اسرائیلی کی قید نہین لگائی۔

خاکسار۔ (۲۳۳) آنحضرت صلعم کے وقت مین ابن مریم کا لفظ قرآن مین اور پھر آنحضرت
کے کلام مین اور عام لوگون کی کلام مین جب کبھی بولا جاتا تھا تو اس لفظ کے اصل معنے کیا
سمجھے جاتے تھے آیا وہی حضرت عیسے ابن مریم اسرائیلی یا کوئی اور معنے بھی کبھی خیال مین آئے
تھے۔

حکیم صاحب۔ قرآن شریف مین جہان ابن مریم آیا ہے وہان تو وہی عیسے
ابن مریم سمجھے جاتے تھے۔ اور احادیث مین جو ابن مریم بولا گیا تھا اسکی تصریح صحابہ کی
جانب سے ہمنے نہین دیکھے کہ آیا وہ اسکو مثیل ابن مریم سمجھتے تھے۔ یا واقعی نبی اللہ بنی
اسرائیل مراد لیتے تھے۔

خاکسار۔ (۲۳۴) آٹھوین اصول مین آپ تسلیم کر چکے ہین کہ احادیث اور
قرآن کے اصلی معنے

جواب نمبری ۲۳۴۔ اس حد تک پہنچا تھا کہ حکیم صاحب مجلس سے رخصت کے
خواستگار ہوئے۔ اس وقت جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور نے
فرمایا کہ ان اصول و سوالات و جوابات پر فریقین کے دستخط ثبت ہونے چاہئین۔ وبنا علیہ
وہ اصول و سوالات و جوابات اس مجلس مین اول سے آخر تک لفظ بلفظ پڑھے
گئے۔ پھر حکیم صاحب نے اسکو اپنے ہاتھ مین لیکر ملاحظہ ذرا کر تسلیم کیا۔ اور پہلے انہر اپنا دستخط
ثبت کرنا چاہا مگر پھر فرمایا کہ بہتر دوسرے کاغذ پر صاف ہو جائین گے تو ان پر دستخط کرینگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور یہ کہکر آپ مجلس سے کہڑے ہوگئے اور دوسری جگہہ کہانا کہا کر اپنے آقا راجہ صاحب کے پاس چلے گئے - ان کے بعد اکثر ارکان مجلس اپنے اپنے مکانات کو تشریف لیگئے صرف خاکسار اور جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب اور چند دیگر احباب تقریباً ایک گھنٹہ تک وہان ٹہیرے - اور ان اصول و سوالات و جوابات کی دو نقلین کرا کے اصل سے انکا مقابلہ کرتے رہے - اس کے بعد ہم بھی وہان سے مرخص ہوئے - اور ان دو نقلون مین سے ایک نقل پر خاکسار نے اپنے دستخط ثبت کر کے حکیم صاحب کا دستخط ثبت کرانے کی غرض سے اسکو حافظ جی کی سپرد کیا - اور یہہ کہدیا کہ جسوقت حکیم صاحب واپس آئین اور مباحثہ پورا کرنا چاہین اسوقت آپ ہم لوگون کو بھی طلب کرین -

تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب اس مکان مین واپس لگئے تو آپنے اس صاف شدہ نقل کو ملاحظہ فرمایا - اور مطابق اصل پاکر اسپر دستخط کرنا چاہا - مگر بیان کیا جاتا ہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے انکو دستخط کرنیسے روک دیا - جسکی وجہہ ہم عنقریب بیان کرین گے ان شاء اللہ تعالےٰ +

اس نقل مین حکیم صاحب نے اسقدر اضافہ کرنا چاہا کہ جواب نمبری (۱۸ یا ۱۹) مین کہین پر حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کو درج کیا جائے - جسکو حافظ صاحب نے منظور کر لیا - اور دوسرے دن کاغذ واپس دینے کے وقت اسکی تعمیل کے لئے مجھے مامور کیا - خاکسار اس وجہ سے جو حاشیہ (علہ) صفحہ (۲۹) مین عرض کر چکا ہے اسکو قبول نکر سکا -

اسدن بارہ بجے دن سے رات کے چار بجے تک حکیم صاحب لاہور مین رہے اور اپنے پیر کے بعض نئے حواریون کو (جنمین حافظ محمد یوسف صاحب و منشی آلہی بخش صاحب شامل و حاضر تھے) حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی پر چڑہائے جانے اور ہڈی ٹوٹنے کے سبب سولی سے زندہ اترآنے اور پہر اپنی موت سے وفات پانے کا حال جیسا کہ سرسید احمد خانصاحب کی تفسیر مین درج ہے سناتے رہے - مگر خاکسار سے مباحثہ

اسکو حامی اسلام بتا کر کہا تھا۔

لہذا اسی (اشاعۃ السنۃ) کا فرض اور اسکے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اسکو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان سے پڑھا یا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اسکو زمین پر گرا دے اور تلافی مافات عملمین لاوے۔ اور جبتک یہ تلافی پوری نہو لے تبتک بلا ضرورت شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نکرے +

اسی وجہ سے نمبر ۱۲ جلد ۱۲ اور اس جلد کے تین نمبرون مین اسیکے متعلق بحث ہوئی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تا انفصال مقال و انقطاع جدال حضرت قادیانی اسمین یہی بحث رہیگی۔

اس وقت تک تو صرف مراسلت فریقین طبع ہوئی جس سے اہل بصیرت و انصاف کو بخوبی ثابت ہوگا کہ یہ شخص اپنے اقوال و بیانات مین صادق اور اپنے حال مین مستقیم اور اپنے دعاوی مین نیک نیت نہین ہے اور ان حالات کے ساتھ وہ کسیطرح ملہم نہین ہو سکتا اور جن پر یہ ثبوت منتفی رہیگا انکو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۳ مین یہ امر مبرہن کرکے دکہایا جائیگا انشاء اللہ تعالی **اور آیندہ** ریویو مین یہ ثابت کیا جائیگا کہ مرزا قادیانی ان دعاوی اور اعتقادات مین اصول اسلام کا مخالف ہے۔ اور صحیح تحریر۔ آریہ۔ نصاری و فلاسفہ کا مقلد و موافق ہے اور الہام موعود مسیحائی کا یہ کسی الہام کے دعوی مین صادق نہین ہے اور اس اعتقاد و عمل و اخلاق کے شخص کا شرعاً و عقلاً ملہم ہونا ممکن ہی نہین۔

ایسا شخص ملہم و مخاطب الٰہی کا مخاطب ہو تو الہام کا بالکل اعتبار اٹہہ جاتا ہے۔ اور جملہ ملہمین انبیاء اور اولیاء بلکہ تمام فریقین کے حقیقین زیلن بد پیدا ہو کر کیا وہ بھی ایسے ہی تھے۔ حاشا جناب ہم خرفلاں۔ اور اس **ریویو** مین یہ بیان **ہوگا** کہ قادیانی کا یہ دام الہام کیونکر پھیل گیا ہے۔ اور اسکی کلام کا بعض لوگون پر اثر کیون پڑجاتا ہے اور اشاعۃ السنۃ کی گاہ رہ رائی پر مرزا قادیانی اور اس کے حواریون نے ابتک کیا **سلوک** کیا اور کیا آیندہ ہوگا۔ اور اسکا اثر فریقین پر کیا پڑے گا

اسوقت جو سلوک ان سے ہوا ہے وہ یہ ہے (۱) خریداری اشاعۃ السنۃ کو موقوف کرنا یا اسکی دوہری قیمت (باوجود عدم عادت نادہندگی) دیکر رکھنا۔ (۲) رسائل و اخبارون مین عامیانہ گالیان دینا (۳) گنام خطون کے ذریعہ گالیان سننا و دہمکانا **آیندہ** اس سلوک سے ڈرانا و دہمکانا اگر تم مخالفت مرزا سے باز نہ آؤگے تو تم آدم گالیان دینگے اس سلوک کا گرفتہ حضرات تو یہ سوچ بیٹھے ہین کہ صاحب اشاعۃ السنۃ گالیون سے ڈر کر ہماری مخالفت چھوڑ دیگا۔ مگر انکا خیال سودا ہر محال ہے **صاحب** اشاعۃ السنۃ تمہاری مخالفت کو اپنا دینی ایمان سمجھتا ہے لہذا وہ گالیون کے خوف سے اپنا **ایمان** کو چھوڑ دیگا ان گالیون کا بدا ثر تم ہی پر پڑیگا۔ **اول** منصف و مہذب لوگون پر تمہارا کذب و بہتان ثابت ہوگا۔ **دوم** صاحب اشاعۃ السنۃ کا صبر اور گالیون کا جواب نہ دینا تم پر دنیا و آخرت مین نامحمود بلا نازل کریگا۔ **سوم** اشاعۃ السنۃ کے دوست و دعای ان گالیون کا ایسا جواب دینگے کہ پھر تم گالیان دینا بھول جاؤگے وہ جواب شائستہ نہوگا بلکہ آریہ تم کا جو ہوگا جو حد سے متہذب و معدل پر مبنی ہوگا **جو لوگ** خیر خواہ طرفین ہین وہ ان حضرات کو سمجھا دین کہ وہ گالی گلوچ سے باز آدین ورنہ کسی جوابی کارروائی پر جو اجانب سے ہو ہمیں افسوس شکایت نکریں +

تی ۱۱ ڈپ پین

کتب مضمون ذیل کی نہایت عمدہ کاپی ہر قسم کی روشنائی کے لئے نہایت موزون کاغذ مجلد ..... عمدہ
ٹائیٹل کے الوان ..... علم
دارالعلوم دیوبند کا ۳۰

المشتہر

۵ بسترس از آوہ منطلوبان کہ ہنگام دعا کردن۔ اجابت از درحق بہر راستقبال مے آید +

بقیہ گفتگو

تتمہ جواب اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء

اس اشتہار مین جو آپ[1] نے لکہا ہے کہ توضیح مرام کے اخیر مین نصیحۃً لکہا بھی گیا تھا کہ جب تک تینون رسالون (فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ و ازالۃ اوہام۔) کو دیکھ نہ لین کوئی راے ظاہر نہ کرین۔ مگر وہ (علماء معترضین) آخر تک صبر نہ کر سکے"۔

یہ عجیب مغالطہ ہے جو مصرع۔ چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ کا مصداق ہے۔ آپ* خیالات و مقالات نیچریہ فلاسفہ و نصاریٰ کا علی رؤس الاشہاد اشتہار کرین اور

---

* جیسے آپکے یہ خیالات و مقالات (۱) کسی بشر کا (آنحضرت ہون خواہ مسیح) آسمان پر چڑھنا اور اترنا سنت اللہ اور فطرت (قانون قدرت یا نیچر) کے برخلاف ہے اور خدا تعالے کا دنیا میں ایسے خوارق دکہانا اپنی حکمت کو اور ایمان بالغیب کو تلف کرنا ہے۔ (دیکھو توضیح المرام صفحہ ۹ و ۱۰ وغیرہ۔

(۲) مطلق نبوت ختم و محدود نہین ہوئی صرف نبوت تامہ (جسکی آپکے حواری نے مجلس مناظرہ مین بجواب سوال شانزدہم نبوت تشریعی سے تفسیر کی ہے) ختم ہوئی ہے۔ اور نبوت جزئی (جسکا دوسرا نام محدثیت ہے) کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہیگا۔ (توضیح صفحہ ۱۹)

(۳) حضرت مسیح اور آپ (مرزا صاحب) کے دلمین جو قومی محبت ہے اس نے خدا کی محبت کو اپنی طرف کہینچ لیا ہے۔ ان دونون محبتون کے ملنے سے (جو درحقیقت نر و مادہ کا حکم رکھتی ہین) تیسری چیز پیدا ہوئی ہے۔ جسکا نام روح القدس ہے اور اسکو بطور استعارہ ان دونون محبتون

[1] یعنے میرزا غلام احمد صاحب خیالی مسیح نے

ان کو اور دوزبان ہین چھاپ کر ملکون مین پھیلا دین اور پھر علماء وقت سے یہ درخواست کرین کہ وہ اسپر کچھ نہ بولین۔ اور اپنے ایمانی فرض انکار و تغییر منکر کے تارک رہین اور اپنے پاس خاطر سے آگ کی لگام اپنے منہ پر چڑھالین۔ اور اس احمق بافندہ کی نظیر بن جائین جسنے ایک چالاک چور پکڑا تھا۔ اس چالاک نے اسے کہا کہ چھوڑ دے میرا چھوڑا دکھتا ہے تو اس سادہ لوح بافندہ نے اسکو چھوڑ دیا اور وہ شاطر فوجکر ہوا۔ حضرت مرزا صاحب

کا بیٹا کہنا اور ان دونون کو ماں باپ کہنا) بیجا نہین ہے۔ اور یہ پاک شہادت ہے۔ توضیح صہ ۳۳۰

(۴) آپ (مرزا صاحب) کو اور حضرت مسیح ابن مریم کو استعارہ کے طور پر ابن اللہ کہہ سکتے ہین (دیکھو توضیح صہ ۲۷۰)

(۵) ملائکہ کا اپنی ذات سے اور شخصی وجود سے زمین پر اترنا بداہت عقل سے باطل ہے اور ملک الموت کا اپنی ذات سے زمین پر آنا اور ایک سیکنڈ مین ہزارون ارواح کو قبض کرنا محال ذاتی ہے (توضیح صہ ۳۱۵)

(۶) ملائکہ وہ روحانیات ہین جنکو فلاسفر نفوس فلکیہ کہتے ہین۔ اور وید کی اصطلاح مین ارواح کواکب۔ یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہین (اور وہ ان کے لئے بمنزلہ قالب ہین) اور عالم مین جو کچھ ہو رہا ہے انہی ستارون کے قوالب اور ارواح کے تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ (توضیح صفحہ ۳۳-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۶۷-)

(۷) جبرئیل امین جو انبیا کو دکھائی دیتا ہے وہ بذات خود زمین پر نہین اترتا۔ اور اپنے ہیڈ کوارٹر (صدر مقام یا لیون کہو کہ قالب) نہایت روشن نیر (سورج) سے جدا نہین ہوتا بلکہ صرف اسکی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اسکے عکس تصویر اسکے دلمین منقوش ہر حال ہے۔ (دیکھو توضیح صفحہ ۱۴۱-۶۸-۷۰-۸۵-وغیرہ)

(۸) آیت متضمن ذکر سجدہ آدم مین بابا آدم کی طرف ملائکہ کا سجدہ کرنا مراد نہین بلکہ ملائکہ کا اعلان

اسی قسم کے مغالطات کے ذریعہ آپنے غیر اقوام سے اپنا آئوٹ کیا ہے۔ مسلمان اور انکے حق گو علماء ایسے احمق نہیں ہیں کہ وہ آپکے دھوکہ میں آئیں اور آپکے رسالہ ازالہ اوہام کے انتظار میں ان خیالات و معاملات پر جنکو وہ کفر سمجھنے پر ساکت ہو بیٹھیں +

مطالب فتح اور توضیح کا سمجھ میں آنا دلائل ازالہ اوہام پر موقوف تھا تو آپنے ازالہ اوہام سے پہلے ان کو شائع کیوں کیا۔ دلیل اور مدعا کو اکٹھا مشتہر کیا جاتا ہے کیا یہ بھی کسی منصف حق گو اور انصاف پژوہ کا دستور ہے کہ دعویٰ آج کرے اور اسکے دلائل اگلے سال یا چھٹے مہینے بیان کرے۔ مہذا اپنے معترض و مخالف سے یہ درخواست کرے کہ ایک سال یا چھ مہینے تک (جبتک وہ دلائل پیش نکرے) ساکت رہے +

اس اشتہار میں جو آپنے لکھا ہے کہ اختصار اور حفظ اوقات کی غرض سے اپنے

کامل کی خدمت بجالانا اور اسکی اطاعت کرنا مراد ہے (توضیح صـ۴۹)

(۹) لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں بلکہ زمانہ مراد ہے۔ جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہو اور وہ نبی یا اسکے قائم مقام مجدد کے گزر جانے سے ایکہزار مہینے کے بعد آتا ہے +

اسی کی قسم کے اور تفریحات ہیں جنکو علماء اسلام کفریات سمجھتے ہیں +

آپ ایسے ہی اختصار پسند اور محافظ اوقات ہیں تو اپنی تصنیفات اور تحریرات میں کیوں اس امر کی رعایت نہیں کرتے۔ براہین احمدیہ کو دیکھئے ایک صفحہ کے مطالب دس صفحہ میں اور ایک ایک مطلب کو کئی کئی دفعہ (کبھی نثر میں اور کبھی نظم میں) بیان کیا ہے۔ اپنی تحریرات خصوصاً * خط نمبر ۴ کو ملاحظہ فرمائیے۔ انمیں کسقدر تکرار مطالب ہے۔ بالجملہ آپ مباحثہ کو وہی تحریر دے سکتے ہیں محدود اور ختم کرنیکی وجہ اختصار اور حفظ اوقات بتاتے ہیں تو اس سے بجز اسکے کیا سمجھا جائے گا۔ کہ یہ آپ کا عذر و بہانہ ہے۔ اور حقیقت میں آپ کی نیت مغالطہ وہی ہے جس کی تشریح متن میں ہے +

* یہ خط رسالہ نمبر ۲ میں منتقل ہوگا +

کل دلائل اول پرچہ مین ہی پیش کردین اور اس عاجز کی طرف سے بھی صرف ایک ہی پرچہ اسکے جواب مین ہوگا اور وہی دونون پرچے سوالات و جوابات حاضرین کو سُنائے جائینگے (جس سے آپکا مقصود یہ ہے کہ بجز ان دو پرچون کے فریقین مین سے کوئی کچھ نہ کہے اور نہ ہی بانٹ پر کوئی حرف لائے اور ان دونون ہی پرچون کی تحریر سے مباحثہ ختم ہو۔ اور مہذا اہلی تحریر سے کے خصم کی ہو۔ دوسری آپکی چنانچہ خط نمبر ۳ مین جو رسالہ نمبر ۲ مین منقول ہے آپ نے اس مدعا کو خوب واضح و مشرح کرکے بیان کیا ہے) یہ ایک ایسا مغالطہ ہے کہ جسکی مخترع صرف آپکی ذات ہے آپسے پہلے (ہمارے علم و گمان مین) کیسی مغالطہ دینیوالا کو نہین سوجھا۔ اسی قسم کے مغالطات آپکی مدۃ العمر کی فہمندی کے مدار و مناط ہین ✤

ہر شخص جسکو فہم و انصاف اور احقاق حق سے ادنے تعلق ہو۔ یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ امور عظام مین منازعت واقع ہو اور بحث و مناظرہ سے انکا تصفیہ منظور ہو تو وہ صرف ایک سوال و جواب (یا یون کہئے کہ ایک تحریر اور اسکے ایک جواب سے) ہرگز ہرگز انفصال پذیر اور طے نہین ہو سکتے۔ اُس تحریر کو پیش کرنے والا خواہ وہ کیسا ہی اوبیٹر Orator (قوی التاثیر مقرر) وسیع النظر مستدل۔ اور معقول و منقول کا فاضل اجل ہو اور وہ اپنی تحریر مین جو کچھ کیسی ہی پر زور دلائل سے لکھے۔ اور اسمین دفع دخل مقدر کردے۔ اور خصم کے دلائل کا کمال وسعت سے جواب دے مگر پھر بھی اسکی طاقت بشری علمی اور خوش تقریری سے یہ امر خارج ہے کہ دوسری تحریر پیش کرنیوالے کو (جو اسکا مخالف ہو) اپنی تحریر مین کوئی غلط اور بیجا بات نہ پکڑنے دے اور وہ اس تحریر (ثانی) مین ایسی کوئی بات نہ لکھ سکے جس سے پہلے تحریر کے قوی دلائل اور صحیح بیان مین نافہم و کم علم ناظرین کو دھوکا اور مغالطہ پیدا ہو سکے کسی بشر سوا خواہ کیسا ہی عالم فاضل (مقرر و مؤثر ہو) یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جبکہ خدا تعالے نے (جو ہر امر ممکن پر قادر ہے اور وہ ہر شخص کے سینہ کی باتون کو واقف ہے) یہ آیتہ خوب جانتا ہے۔ اور جس سچائی کو چاہے لوگونکے دلونمین ڈال سکتا ہے اور جس مغالطہ سے

چاہے انکو بچا سکتا ہے) اپنی کلام پاک (قرآن مجید وغیرہ کتب) مین ایسا نہین کیا کہ اپنی صادق و بے عیب کلام مین نادان اور کم فہم لوگون کے دھوکا دینے اور شبہ ڈالنے کا امکان باقی نہ رکھا ہو +

یہہ ہوتا تو قرآن مجید پر کوئی مخالف اسلام کسی قسم کا اعتراض نکرتا۔ اور بے انصافی اور عناد سے اسکی صحیح اور سچی باتون مین تعارض و تناقض پیدا کرکے نادان اور نافہمون کو دہوکے مین نہ ڈالتا۔ اور کسی عالم خادم قرآن کو ان مغالطات کے جواب دینے کا موقع نہ ملتا۔ حالانکہ ہم صاف دیکھتے ہین کہ ہزارون ملحد اور اسلام کے مخالف قرآن کی بیسیون باتون پر بیجا اعتراض کرتے ہین اور قرآن کے خادم دن رات انکی اعتراضات کے جواب و رد کے درپے رہتے ہین *

* یہ قرآن پر ایمان لانے والون کے لئے مثال دی گئی ہے۔ اب ہم نئی روشنی پر جان قربان کرنے والون کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہین +

انگلستان کے پارلیمنٹ کے (شاہی کمیٹی) کے ہاؤس اوف کامنز (عام اہل الرائے کا مجمع) مین بڑی بڑی اور ٹیر سپیکر (قوی التاثیر مقرر) ایسی ایسی پرزور اور مؤثر تقریرین کرتے ہین جسکو تمام حضار مجلس حق و راست سمجھ لیتے ہین اور انکو اسمین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین رہتا۔ پہر جب دوسرے مقرر پہلی تقریرون کے مخالف تقریرین کرتے ہین۔ تو سامعین کو اپنی تقریرون کا گرویدہ بنا کر پچھلی تقریرون کے مغالطے ظاہر کرتے ہین۔ ان کی تقریرون کا سلسلہ تب ہی منقطع ہوتا ہے جب کوئی فریق جوابی تقریر سے عاجز ہو جاتا ہے اور پہر سامعین کے ووٹ (رائین) لیکر کثرت راے پر فیصلہ کیجاتا ہے۔

دوسری مثال۔ اعلی عدالتون (چیف کورٹ وغیرہ) مین وکلا مدعی اور مدعا علیہ مین مباحثہ ہوتا ہے۔ تو مدعی کا وکیل اپنے دعوے کے دلائل بیان کرتا ہے۔ پہر مدعا علیہ کا وکیل اسکا جواب دیتا ہے۔ اور اسکے مقابلہ مین اپنے دلائل بیان کرتا ہے۔ پہر مدعی کے وکیل کو موقع دیا جاتا